جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول اور اُس کے مُصنّف

(از مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری، ایڈیٹر البلاغ، بمبئی)

پہلی صدی میں علم حدیث کا رواج روایت کے طور پر تھا، اور خاص خاص صحابہ اور تابعین کے پاس ان کی مرویات واحادیث کے کُراسے اور مجموعے تھے، حتیٰ کہ اس صدی کے خاتمہ پر ان کو مدوّن کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور دوسری صدی کے نصف تک احادیث پر مستقل تصانیف کا سلسلہ جاری ہوگیا، اس کے بعد موطات، مسانید، معاجم، جوامع اور دیگر اصناف واقسام پر احادیث جمع کی گئیں، احادیث کے سماع وروایت کے لئے عالم اسلام میں اسفار و رحلات کا عام ذوق پیدا ہوا، مگر اب تک اصولِ حدیث کے اصطلاحی نام سے کوئی خاص علم اور فن مدوّن نہیں ہوا تھا، بلکہ احادیث کی کتابوں میں متفرق طور سے اس فن سے متعلق باتیں پائی جاتی تھیں، بعد میں ان ہی اصولی باتوں کی روشنی میں محدثین نے اصولِ حدیث کا فن مرتب ومدوّن کیا، عام خیال ہے کہ اس موضوع پر سب سے پہلی مفصل مدوّن کتاب امام قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلّاد رامہرمزی متوفی ۳۶۰ھ کی کتاب "المحدث الفاصل بین الراوی والداعی" ہے جس میں ابن خلّاد رامہرمزی نے اس فن سے متعلق تمام باتوں کو ابواب و فصول کے تحت جمع کر دیا ہے کتاب ایک ہزار سال کے بعد

پہلی مرتبہ ۱۳۸۳ھ میں بیروت سے چھپ کر شائع ہوئی ہے۔

اس کے بعد دوسرے ائمہ حدیث نے اس فن میں مستقل کتابیں تصنیف کیں، چنانچہ امام ابوعبداللہ حاکم نیساپوری متوفی ۴۰۵ھ نے "معرفۃ علوم الحدیث" لکھ کر اس فن کو وسعت دی، خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ نے "الکفایہ فی قوانین الروایہ" اور "الجامع لآداب الشیخ والسامع" کے علاوہ اصولِ حدیث کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں، حتیٰ کہ حافظ ابوبکر بن نقطہ نے کہا کہ انصاف کی بات یہ ہے کہ تمام محدثین خطیب بغدادی کی کتابوں کے رہینِ منت ہیں، قاضی عیاض بن موسیٰ یحصبی اندلسی متوفی ۵۴۴ھ نے "الالماع فی ضبط الروایۃ وتقیید السماع" ابوحفص عمر بن عبدالمجید میانجی متوفی ۵۸۰ھ نے "مالا یسع المحدث جہلہ" تصنیف کی، ان سب حضرات کے بعد حافظ ابوعمرو تقی الدین عثمان بن عبدالرحمٰن بن الصلاح شہرزوری متوفی ۶۴۳ھ نے اپنی کتاب "علوم الحدیث" لکھی جو مقدمہ ابن صلاح کے نام سے علمی حلقہ میں متعارف ہے، ابن صلاح نے اس کتاب میں قدماء کی ان تمام کتابوں کے مضامین کو سمیٹ لیا جو ان سے پہلے اصولِ حدیث پر لکھی گئی تھیں۔

خطیب کی الکفایۃ اور حاکم کی معرفۃ علوم الحدیث ہندوستان میں چھپ چکی ہیں، اور مقدمہ ابن الصلاح متعدد بار مصر اور ہندوستان میں چھپی ہے، قاضی عیاض کی الالماع حلب کے کتب خانہ ظاہریہ میں اور خطیب کی الجامع دارالکتب المصریہ میں موجود ہے، ابن صلاح نے اپنی کتاب کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ مہذب و منقح اور مبوب و مفصل طریقہ پر لکھا جس کی وجہ سے قدماء کی کتابوں کے مقابلہ میں اس کے ساتھ علماء و محدثین نے خوب اعتنا کیا، اس کی شرحیں لکھیں، اس پر معارضہ اور استدراک کیا، کئی حضرات نے اسے منظوم بھی کیا، ان میں امام ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ کے مختصر و ملخص کو قبولِ تام حاصل ہوا، امام نووی نے مقدمہ ابن صلاح سے دو خلاصے تیار کئے، ایک کا نام "الارشاد الی علوم الاسناد" رکھا پھر "الارشاد" کا خلاصہ "التقریب

والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر والنذیر" کے نام سے کیا جو تقریب النووی کے نام سے مشہور ہے، علماء و محدثین نے اس کو بڑی اہمیت دی، امام زین الدین عبدالرحیم بن حسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ امام سخاوی متوفی ۹۰۲ھ امام برہان الدین قباقبی حلبی متوفی ۸۵۰ھ اور امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس کی شرحیں لکھیں، ان میں سیوطی کی "تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی" بہت مشہور و متداول کتاب ہے۔

اور بہت سے علماء و محدثین نے تقریب النووی کا اختصار کیا، ان میں شیخ بدرالدین محمد بن ابراہیم بن جماعۃ کنانی متوفی ۷۳۳ھ) کے اختصار کا نام "المنہل الروی فی الحدیث النبوی" ہے، اور ابو الفدا عماد الدین اسمٰعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ کی کتاب "الباعث الحثیث لمعرفۃ علوم الحدیث" ہے اسی طرح شیخ علاء الدین ماردینی، شیخ بہاء الدین اندلسی، اور شیخ ابو الفیض محمد بن محمد بن علی فارسی المعروف بہ فصیح الہروی حنفی متوفی بعد رمضان ۸۳۷ھ نے تقریب نووی کا اختصار کیا، موخر الذکر کی کتاب کا نام "جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول" ہے یہاں اسی کتاب کا ذکر مقصود ہے۔

یہ کتاب تقریب النووی کا مختصر ملخص ہونے کے باوجود اس میں اصول حدیث اور علم حدیث کی کئی کتابوں سے مدد لی گئی ہے، حاکم کی معرفۃ علوم الحدیث اور المدخل، خطیب کی الکفایہ اور دیگر کتب سے اخذ و اقتباس ہے۔ کہیں ان ائمہ اور ان کی کتابوں کے ناموں کی تصریح کے ساتھ اور کہیں بغیر تصریح کے، اسی طرح ابن صلاح ذہبی، ابن جوزی، ماوردی، ابن خلاد، بیہقی، جوینی، بغوی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طیبی، خطابی وغیرہ کی تصانیف بھی اس کا ماخذ ہیں، اس کے باوجود یہ کتاب تقریب النووی کا خلاصہ ہے اور اس کی اکثر عبارتیں اس سے ماخوذ ہیں، کہیں معمولی فرق ہے اور کہیں یہ بھی نہیں ہے، جواہر الاصول اور تقریب میں مقابلہ کرنے کے بعد یہی بات واضح ہوتی ہے۔ مصنف نے اس کو صاف اور واضح انداز میں لکھ کر نہایت مفید اور جامع کتاب بنا دیا ہے، عبارت، ترتیب،

جامعیت اور طرز بیان کے اعتبار سے بہت خوب ہے پوری کتاب ایک فاتحہ، چار اقسام اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے،

فاتحہ میں سات لوامع ہیں اور ہر لامعہ میں اصول حدیث سے متعلق باتیں درج ہیں،

قسم اول متن حدیث اور اس کے انواع و اقسام کے بیان میں،

قسم ثانی سند کے بیان میں،

قسم ثالث حدیث کے نقل و تحمل اور اس سے متعلق انواع و اقسام کے بیان میں

قسم رابع اسماء الرجال اور طبقات العلماء وغیرہ کے بیان میں،

خاتمہ محدث کے صدق و اتقان اور حدیث کی تحقیق وغیرہ کے بیان میں،

ان چند عنوانات کے ماتحت اصول حدیث کے جملہ مباحث کو مختلف ابواب و فصول اور انواع و اقسام کے ذیل میں نہایت مستوعب انداز میں ذکر کیا گیا ہے، اور چونکہ مصنف ادیب و فصیح عالم ہیں اس لئے عبارت نہایت سہل، اطناب ممل اور ایجاز مخل سے خالی، اور اختصار کے باوجود ہمہ مضامین پر محتوی و مشتمل ہے، اس کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ پرانی کتابوں میں کہیں اس کا نام تک نظر نہیں آتا حتیٰ کہ چلپی نے کشف الظنون میں اس کا تذکرہ نہیں کیا، اور نہ اس کے مصنف کا حال ملتا ہے۔ متاخرین میں صرف شیخ اسمٰعیل باشا بابانی بغدادی نے اپنی کتابوں میں اس کتاب کا اور اس کے مصنف کا تذکرہ کیا ہے، وہ بھی مختصر طور پر جو بسا غنیمت ہے، راقم کے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے چند رسائل و دیگر کتب کے مجموعہ میں تھا جو حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی متوفی ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے، اس کے آخر میں جواہر الاصول ہے جس کا آخری ورق غائب ہو چکا ہے، اس مجموعہ میں پہلی کتاب "فتح الخبیر بما لا بد منہ فی علم التفسیر" ہے، اس کے خاتمہ پر یہ عبارت ہے۔ "تمام شد بتاریخ ہفتدہم رجب ۱۲۱۲ھ ہجری مقام شاہجہان آباد" عروض و قوافی میں ایک رسالہ ہے،

اس کے خاتمہ پر یہ عبارت ہے "والحمد للہ رب العالمین روز جمعہ ۹ شعبان ۱۲۱۲ھ ہجری مقام شاہجہاں آباد بید اضعف العباد شیخ غلام علی عفی اللہ عنہ" تراجم ابواب البخاری کے آخر میں ہے "تم التعلیقات التی وجدنا قل المنقول عنہ بخط الشیخ قدس سرہ علی النسخۃ الشریفۃ" شرح نخبۃ الفکر کے آخر میں ہے "تمام شد روز جمعہ تاریخ ۹ شعبان ۱۲۱۲ھ ہجری مقام شاہجہاں آباد" اس کے بعد آخر میں جواہر الاصول ہے جس کا آخری ورق غائب ہے، میرے پاس اصول حدیث کی مطبوعہ کتابوں میں سے الکفایہ خطیب بغدادی، معرفۃ علوم الحدیث حاکم، شرح نخبۃ الفکر ابن حجر، الباعث الحثیث ابن کثیر، مقدمۃ ابن صلاح، تدریب الراوی سیوطی، مختصر الجرجانی، الرفع والتکمیل مولانا عبدالحئی فرنگی محلی، الاجوبۃ الفاضلۃ ایضاً موجود ہیں اور میں ان سب سے استفادہ کرتا رہتا ہوں اس لئے مجھے جواہر الاصول کی اہمیت و افادیت کا احساس زیادہ ہوا، اور میں نے سوچا کہ اس کتاب کو مختصر تعلیق و تحشیہ کے ساتھ شائع کرنا چاہیئے، مگر مصنف کے حالات نہ ملنے سے ایک گونہ تردد رہا اور بعض اہل علم سے خط و کتابت کی، ان میں مولانا ابوالوفا صاحب افغانی صدر لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد نے یہ جواب تحریر فرمایا۔

"جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول کا ایک نسخہ بانکی پور کے کتب خانہ میں بھی ہے، قلمی کتابت ۱۱۰۱ھ ۳۷ ورق میں ہے ذیل کشف الظنون ج ۱ ص۳۷۵ میں اس نام کی کتاب درج ہے، لیکن صرف جواہر الاصول ہے، مصنف کا نام ابوالفیض محمد بن علی بن علی الفارسی درج ہے، سنہ وفات ندارد، نہ معلوم ابوالفیض فارسی کون ہیں، میں نے اب تک اس کتاب

کو دیکھا نہیں، نہ اُس کی طباعت کا علم ہے، طباعت کی عجب دنیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ کتاب طبع نہیں ہوتی، یکایک کہیں سے پتہ چلتا ہے کہ اسّی سال سَو سال قبل طبع ہوئی تھی، غرض کہ اگر قدیم زمانہ میں طبع ہوئی تو بھی اب اس کا نسخہ کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے، اگر کتاب عمدہ ہے تو ضرور طباعت کی کوشش کی جائے، طبع ہونا آسان ہے، کیوں کہ کتاب مختصر ہے، پوری کتاب کا مطالعہ کیا جائے شاید اس سے مصنف کی کوئی نشانی مل سکے“

اور مولٰنا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی نے تحریر فرمایا

”جواہر الاصول بہت نفیس کتاب ہے، حافظ تقی الدین فارسی معاصر حافظ ابن حجر صاحب شفاء الغرام وغیرہ اس کے مصنف ہیں، اس کے متعدد نسخے میں نے دیکھے ہیں، ازاں جملہ ایک نسخہ ندوہ میں بھی ہے، ایک آدھ منتشر اوراق غالبا میرے پاس بھی ہیں، تلاش کروں گا“

اس کے بعد مجھے جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں اس کتاب کا ایک نسخہ ملا، جو مکمل تھا اور اس کے آخر میں یہ عبارت تھی ”قال الجامع الجانی یدارکہ اللہ تعالی بلطفہ الکافی ابو الفیض محمد بن محمد بن علی الفارسی اعاذہ اللہ تعالی من القلب القاسی“ اتنی عبارت سے مولٰنا ابوالوفا صاحب افغانی کے مکتوب کی تائید ہوئی مگر مصنف کے حالات اب بھی پردۂ خفا میں رہے، اس لئے ”صدق جدید“ میں اہلِ علم سے گذارش کی کہ ابوالفیض محمد بن محمد بن علی الفارسی کے حالات

بہم پہونچائیں، اس کے نتیجہ میں صرف محترم جناب پروفیسر عبدالمنان بیدل صاحب نے پٹنہ سے خط لکھا جس میں بانکی پور والے نسخہ کی نشان دہی فرمائی۔

اس درمیان میں میں نے جواہر الاصول کے دونوں نسخوں (اپنے اور جامع مسجد بمبئی والے) کا مقابلہ کرکے مناسب تعلیق کی، اور شرف الدین الکتبی واولادہ بمبئی نے اسے طبع کرنے کی تیاری بلکہ طباعت شروع کردی اسی اثنار میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے تیسری بار حج وزیارت کی سعادت نصیب ہوئی اور حرمین شریفین کے کتب خانوں میں اس کے مزید نسخوں اور مصنف کے حالات کی تلاش رہی، ۲۱ر رمضان سے ۱۲ر شوال تک مدینہ منورہ کے دورانِ قیام میں مکتبۂ علمیہ میں فہرست معہد المخطوطات للدول العربیہ قاہرہ، الاعلام زرکلی، اور معجم المولفین عمر رضا کحالہ وغیرہ کو دیکھا مگر جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول اور اس کے مصنف کا تذکرہ کسی کتاب میں نظر نہیں آیا، واپسی پر مکتبۃ الحرم المکی الشریف میں بالالتزام استفادہ کا سلسلہ جاری رہا، جہاں الحمدللہ کہ ۲۳ر ذوقعدہ کو دونوں باتوں میں کامیابی ہوئی، جواہر الاصول کا ایک مخطوطہ بھی ملا اور مصنف کا حال بھی، مگر اس مخطوطہ پر بحیثیت مصنف کے مکہ مکرمہ کے مشہور عالم الشیخ المرحوم ابوالفیض عبدالستار بن عبدالوہاب الدہلوی المولود بمکۃ سنۃ ۱۲۸۶ والمتوفی بہا ۱۳۵۵ھ کا قبضہ تھا، یہ ۱۰ر رجب ۱۳۲۱ھ کا مکتوبہ ہے اور کتب مصطلح الحدیث میں اس کا نمبر ۲۷ ہے اور سرورق پر اس کا نام یوں درج ہے "ھذا کتاب جواھر الاصول الی اصطلاح علم حدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم"

اس کے نیچے یہ عبارت ہے "جمع العبد الفقیر ذوالعجز والتقصیر الراجی لطفہ الوفی ابوالفیض عبد الستار الصدیقی الحنفی بن الشیخ عبدالوهاب بن خدا یار و معناہ حبیب اللہ بن الشهاب احمد یار بن تاج الدین حسین یار بن علاء الدین علی بن الجمال محمد بن البرهان ابراهیم ابن الشمس بن محمد بن العصام عبد الملک بن نورالدین علی بن امام الدین علی الاول بن مبارک شاہ البکری الخ

کتاب کے مقدمہ میں بھی بسم اللہ اور حمد وصلوٰۃ کے بعد فیقول العبد المذنب الفقیر ذوالعجز والتقصیر الراجی من ربہ لطفہ الوفی ابوالفیض عبدالستار الخ مذکورہ بالا پورا سلسلۂ نسب درج کرنے کے بعد لکھا ہے، ھذہ فصول فی اصول الحدیث یفتقر الیہ کل من تصدی للروایۃ والتحدیث موسومۃ بجواھر الاصول الی اصطلاح حدیث الرسول الخ الغرض اندر باہر ... ہر جگہ اس کتاب پر اصل مصنف کے بجائے دوسرے کی چھاپ پڑی ہوتی ہے، حالانکہ پوری کتاب حرف بہ حرف ابوالفیض محمد بن محمد بن علی فارسی کی ہے، چنانچہ مکتبۃ الحرم المکی الشریف کے مرحوم ناظر شیخ معلمی یمانی نے اس کے سرورق پر لکھ دیا ہے،

"ھذا الکتاب لیس من مولفات الشیخ عبد الستار بل ھو من مولفات ابی الفیض محمد بن محمد بن علی الفارسی المدعو بفصیح الادیب الحنفی فقد ذکرہ فی ذیل کشف الظنون و ترجم لہ فی ھدیۃ العارفین وقال:

کان حیا ۱۳۳۲ھ کما ذکرہ السید صدیق حسن خان فی اخر کتاب العَلَم الخفّاق فی علم الاشتقاق ناسبًا الی الفارسی هذا وانه من جملة الکتب التی اشتراها ودخلت فی مکتبة، شیخنا الشیخ عبد الستار کیف اجاز لنفسه هذا فی حین ان لدیه نسخة اخری منسوبة الی مولفها فی اٰخرها فمحاه وکتب اسمه بدله"

مکتبۃ الحرم المکی کے اس نسخہ اور اس کے مندرجات سے کئی باتیں معلوم ہوئیں جن میں سب سے اہم بات مصنف کے تذکرہ کی نشاندہی ہے، ذیل کشف الظنون کا نام ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون ہے، یہ اور ہدیۃ العارفین اسماء المولفین و آثار المصنفین دونوں کتابیں شیخ اسمٰعیل باشا بن محمد امین بن میر سلیم البابانی اصلاً، والبغدادی مولداً و مسکناً کی تصنیف ہیں اور دونوں ہی پہلے استانبول میں پھر فوٹو کے ذریعہ طہران میں چھپی ہیں، اور مکتبہ الحرم میں موجود ہیں،

صرف ان ہی دونوں کتابوں میں جواہر الاصول اور اس کے مصنف کے بارے میں مختصر طور سے معلومات حاصل ہوتیں جو بسا غنیمت ہیں، اس سے کتاب کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی اور اب یہ مجہول المصنف نہیں رہی، ایضاح المکنون میں صرف اتنا ہے

جواهر الاصول لابی الفیض	جواہر الاصول ابو الفیض محمد بن محمد
محمد بن محمد بن علی الفارسی	بن علی فارسی متوفی سنہ،
المتوفی ...... (ج ١ ص ٣٧٩)	کی کتاب ہے۔

اس عبارت سے مصنف کا وہی نام و نسب معلوم ہوتا ہے جسے

انھوں نے خود جواہر الاصول کے آخر میں تال الجامع الجانی الخ سے بیان کیا ہے البتہ شیخ اسماعیل باشا بابانی بغدادی نے ہدیۃ العارفین میں ان کا تذکرہ نسبۃً تفصیل سے کیا ہے، ملاحظہ ہو،

(فصیح الهروی) ابو الفیض محمد بن محمد بن علی الفارسی، نزیل هراة المدعو بفصیح الادیب الحنفی، کان حیًّا فی رمضان سنة سبع و ثلاثین و ثمانمائة ۸۳۷ھ، له من الکتب احصاء الاخلاق، إلجام العتاة والزام الغلاة وان الحسنات یذهبن السیئات، حقائق التوحید، رسالة فارسیة، فضل الکلم الطیب فی استنزال مطر الفضل الصیب فی کلمة التوحید، منهاج الیقین أمور النظیم فی حاشیة بسم الله الرحمن الرحیم،

(ج ۲ ص۱۸۹ و ۱۹۰، ط استانبول)

فصیح ہروی کا نام ابو الفیض محمد بن محمد بن علی فارسی ہے، وہ ہرات میں آکر آباد ہو گئے تھے "فصیح" کے لقب سے مشہور ہیں، ادیب تھے اور حنفی مسلک کے عالم تھے، رمضان ۸۳۷ھ تک ان کے زندہ رہنے کا پتہ چلتا ہے، ان کی تصنیفات یہ ہیں۔ (۱) إحصاء الاخلاق۔ (۲) إلجام العتاة (۳) حقائق التوحید فارسی زبان میں (۴) فضل الکلم الطیب توحید کے بیان میں۔ (۵) منہاج الیقین (۶) امور النظیم حاشیہ بسم اللہ الخ

اس مختصر اور مجمل تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابو الفیض محمد بن محمد، فارس کے کسی

مقام کے رہنے والے تھے مگر انھوں نے ہرات کو مستقل وطن بنا لیا تھا، وہ اپنے زمانہ کے مشہور ادیب اور فصیح و بلیغ عالم تھے حتی کہ فصیح ہروی کے لقب سے مشہور ہیں، نویں صدی ہجری کی چوتھی دہائی تک موجود تھے، اس کے بعد ان کا انتقال ہوا، وہ حنفی مسلک کے علماء میں سے تھے، عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں ان کی تصانیف ہیں، وہ زہد و طریقت کے ذوق سے آشنا تھے، یعنی ان کا شمار اپنے دور کے مشائخ علماء میں ہوتا تھا، جواہر الاصول اور امہ النظیم کے علاوہ ان کی کتابوں کے ناموں سے ایسا ہی اندازہ ہوتا ہے،

جیسا کہ معلوم ہوا، اس کے قلمی نسخے کمیاب ہیں مگر نایاب نہیں، اور ہندوستان میں اس کے کئی نسخے مختلف مقامات میں موجود ہیں، ضرورت تھی کہ اس کی اشاعت اور تعلیق و مقابلہ کے وقت ان سے مدد لی جاتی، مگر شخصی اور ذوقی خدمت میں اس کا موقع نہ مل سکا، اور میں نے اپنے اور جامع مسجد بمبئی کے نسخوں کو سامنے رکھ کر تصحیح و مقابلہ کر لیا، اختلاف نسخ کے نقل کرنے میں کتابت کی کھلی ہوئی زلات قلم کو نقل کر کے خواہ مخواہ تطویل نہیں کی، البتہ جن عبارتوں سے معانی و مطالب میں اختلاف ظاہر ہوتا ہے ان کو نقل کر دیا ہے، تصحیح کے سلسلہ میں مقدمہ ابن صلاح اور تدریب الراوی سے خاص طور سے مدد لی ہے، اور کتاب کے مضامین و محتویات کی توضیح و تشریح کے لئے کفایہ، معرفۃ علوم الحدیث، شرح نخبۃ الفکر کی طرف رجوع کیا ہے اور اصول حدیث کی ان پانچ کتابوں سے اخذ و اقتباس کر کے جواہر الاصول کی توضیح و تشریح اور تعلیق و تصحیح کی ہے، اور کوشش کی ہے کہ حواشی زیادہ طویل نہ ہوں کیونکہ ایسی صورت میں افادیت کے باوجود نفس کتاب کی اشاعت میں کاوش ہو سکتی تھی، اسی خیال سے مفصل تحشیہ کو مختصر کر کے دوبارہ نقل کیا، الحمد للہ کہ یہ کتاب چھپ گئی ہے، اثنائے طباعت میں سفر حجاز کی وجہ سے طبعی اغلاط کے علاوہ مقدمہ ابتدا کے بجائے آخر میں چھپ گیا، ویسے ابتدا میں مختصر سا مقدمہ لکھ کر اس میں مصنف کے حالات درج کئے، اصل کتاب مع تعلیقات ۱۴۵ صفحات میں آئی ہے، اس کے بعد ۵ صفحات کا مقدمہ ہے، جو آخر خاتمۃ الطبع بن گیا ہے، پھر ۱۰ صفحات میں فہرست ... اعلام ... ۱۰۰ ... صفحات رکھی ہے کاغذ سفید عمدہ، طابع و ناشر شرف الدین الکتبی